اُردو نعت میں عقیدہ ختم نبوت

محبوب احمد

پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر نذر عابد

صدر شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ABSTRACT:

Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him) is the last Prophet of Almighty Allah. This concept is the essential part of the faith of all the Muslims. This concept has been categorically elaborated in Quran and Hadith. In urdu naat, the same concept of Khatm-e-Nabuwat has also been narrated by the poets just in accordance with the Islamic point of view. In this article, the authors have analysed critically urdu naat keeping in view the above mentioned concept while giving relevant poetic examples from the creative works of different urdu poets who are famous in the field of naat.

کلیدی الفاظ: حضرت محمدؐ، عقیدہ ختم نبوت، ختم النبیین، اُردو نعت، نعتیہ کلام۔

اللہ رب العزت کو جیسے یہ پسند نہیں ہے کہ اُس کا کوئی ثانی ہو اس طرح سے اُسے یہ بھی پسند نہیں کہ اُس کے محبوب کا کوئی ثانی ہو اور آپ کو یہ عزت بخشی کہ پورا قرآن مجید آپ کی شان میں نازل فرما دیا اور تمام مخلوق کو قرآن پاک اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا درس دے دیا گیا اور ختم الانبیاء کو تمام عالمِ انسانی کے لیے داعی الی الحق بنا کر بھیجا گیا۔

اللہ رب العزت نے انسانوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں بھیجے جو کہ اپنی اپنی قوم کے لیے ہدایت بن کر آئے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد کو مبعوث فرمایا تو نبیوں کو ان کی اتباع کا حکم دے دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا اور قرآن پاک میں فرمایا:

”میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔“(۱)

اس آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید خاتم النبین پر نازل ہوا اور اس کلام کو مکمل کر دیا گیا۔ اس طرح سے جس کے اوپر یہ کلام نازل ہوا وہ بھی اس دین کی طرح مکمل اور کامل ہے جس طرح سے سورج کی روشنی میں چراغ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اس طرح سے آپ ﷺ کے وجود اقدس کے بعد اور کسی بھی ہدایت دینے والے کی ضرورت باقی نہ رہی۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ اسی بنیاد پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ مجتبیٰ کو دل و جان سے چاہتا اور آپ ؐ کو من و عن آخری نبی تسلیم کرنے سے ہی ایمان مکمل ہوتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت سے مراد ہے کہ اُمی کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا مصطفیٰ ؐ کے علاوہ اگر کوئی کسی اور کو نبی مانے گا تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ دنیا میں تمام عبادات کا مرکز سردار الانبیاء ہیں۔ قرآن بھی آپ ؐ سے ہے اور نماز بھی قاسم ؐ سے ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

''محمد ؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔''(۲)

کتابِ ہدایت کی اس آیت سے پتہ چلتا ہے خدا نے اپنے محبوب ؐ کو خاتم النبین کہہ کر پکارا ہے۔ ہر نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی آئے لیکن احمد کی آمد کے بعد کسی بھی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نہ صرف اعلیٰ و ارفع اور کامل بنایا بلکہ آپ ؐ کی آمد پر تمام نبیوں کو محمد ؐ کا تابع کر دیا۔ اب اگر کوئی بھی ختم نبوت پر شک کرے گا تو وہ بہت بڑا ظالم ہے اور اپنے نفس پر وہ خود ظلم کرے گا۔ ختم نبوت پر علامہ شہباز حسین چشتی لکھتے ہیں:

''عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے اور اس پر تمام اصحابِ رسول ﷺ اور جمع اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے۔''(۳)

رب العزت نے نبی رحمت کو بڑا شرف بخشا کہ آپؐ کو خاتم الانبیاء کہہ کر ختم نبوت کا تاج حامدؐ کے سر پر رکھ دیا۔ نبوت کا سلسلہ تخلیق آدم سے ہوا اس کی تکمیل احمدؐ پر ہوئی۔ مصطفیٰؐ جیسا نہ کوئی آیا نہ آئے گا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے قریبؐ نے فرمایا:

"میری اور مجھ سے پہلے انبیا علیہ السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت خوبصورت گھر بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اس کے دیکھنے والے اس کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگائی کاش یہ بھی لگائی ہوتی۔ رسول اللہ نے فرمایا میں مذہب میں وہی ایک اینٹ ہوں جس سے مذہب مکمل ہو جائے گا اور میں نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں۔"(۴)

قرآن حکیم کی متعدد آیات اور احادیث نبیؐ سے بارہا دفعہ یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ پر دین کو مکمل کر دیا گیا اور محمودؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس پر تمام امتِ مسلمہ کا ایمان ہے اور جو کوئی اب نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ اسلام سے خارج وہ جائے گا وہ کذاب ہے اور واجب القتل ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر ماجد علی خاں لکھتے ہیں:

"خاتم النبیین حضرت محمدؐ کو ایسا کامل دین عطا کیا گیا جو قیامت تک آنے والے ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر عہد کی ضرورت کو پورا کرے گا۔ اس لیے جب کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔"(۵)

عقیدہ ختم نبوت کو نہ صرف قرآن و حدیث نے بارہا دفعہ بیان کیا بلکہ نعت کے ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک عربی، فارسی اور اُردو نعت گو شعرا نے اس موضوع کو اپنے کلام کی زینت بنایا۔ اس موضوع کی پاسداری ہر دور کے نعتیہ شعرا کے ہاں ملتی ہے۔ پاکستانی نعت گو شعرا نے حتی المقدور محبت اور عقیدت میں ڈوب کر بیان کیا۔ کیونکہ ایک سچے مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ احمدؐ کے علاوہ اس کائنات میں کچھ بھی نہیں ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہماری عبادات کا اور ہماری نمازوں کا حاصل آپؐ ہی ہیں۔ پاکستانی ہر نعت گو شعرا کے کلام میں یہ موضوع پایا جاتا ہے۔ ہم چند نعت گو شعرا کے کلام کا جائزہ لیں گے جن کے کلام میں عقیدہ ختم نبوت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔

محمد اعظم چشتی کا شمار احمد اہم نعت گو شاعروں میں ہوتا ہے۔ان کے کلام میں عقیدہ ختم نبوت جابجاملتا ہے۔

ہمیں وہ خیر الامم ہیں اعظم ہمیں ہیں وہ خوش نصیب جن کو
رسول بھی آخری ملا ہے کتاب بھی آخری ملی ہے(۶)

خوشبو کی طرح پھیل گیا ارض و سما میں
اے ختم رسل حرف جو لب سے ترے نکلا(۷)

اعظم چشتی عصری تقاضوں اور مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔اُن کے کلام کا بڑا ماخذ قرآن و حدیث ہے۔اس لیے عقیدہ ختم نبوت کو وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑی فصاحت سے بیان کرتے ہیں۔اُن کے نزدیک امتِ محمد یہ اُس وقت تک کاملیت کو نہیں پہنچ سکتی جب تک ہم دل و جان سے محبتِ رسول کا دم نہیں بھرتے۔اعظم چشتی کو عقیدہ ختم نبوت سے انتہا کی محبت ہے۔اُن کی یہی محبت اُن کو نعت گوئی کے لیے مجبور کرتی ہے جس سے اُن کا کلام محبت و عقیدت کا نادر نمونہ بن جاتا ہے۔ڈاکٹر شہزاد احمد ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اعظم چشتی کا شمار ملک کے صفِ اوّل کے نعت خوانوں میں ہوتا ہے وہ ارض پاک میں فروغ نعت خوانی کے اوّلین علمبر دار تھے۔انھوں نے نعت خوانی میں ایک مخصوص لحن ولہجہ کو اپنایا۔اُن کے اس انداز و لحن کو وہ فروغ ملا کہ آج نعت خوانی کے حوالے سے پنجاب میں بڑے سے بڑا نعت خواں شاعر اور زیادہ تر نعت خواں اُن کے اس لحن اور مخصوص انداز فن کو اپنائے ہوئے ہیں۔''(۸)

محمد اعظم چشتی کا کلام جذبے کی سچائی اور پاکیزگی پر مبنی ہے۔اُن کے کلام میں کہیں بھی بناوٹی عنصر دکھائی نہیں دیتا۔اُن کے دل کی جو کیفیات ہیں وہ اُن کو اپنے کلام میں پیش کر دیتے ہیں۔

صائم چشتی کی نعتوں میں محبت کی تڑپ بہت زیادہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ مدحت ختم الرسلؐ کے لیے چھوٹی اور بڑی بحروں کا استعمال کرتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ان کے کلام کا خاصہ ہے۔

انبیا کا جو سلطان سرتاج ہے ہر نبی ہر ولی جس کا محتاج ہے
کس قدر ہے کرم وہ ہمارے لیے جا کے غاروں میں فریاد کرتا رہا(۹)

نگارِ انبیاء بن کر محمد مصطفیٰ آئے
رسولِ دوسرا بن کر محمد مصطفیٰ آئے(۱۰)

صائم چشتی عصر حاضر کے عظیم نعت گو شاعر ہیں۔ وہ نہ صرف نعت گو تھے بلکہ وہ قرآن، حدیث کا بھی گہرا علم رکھتے تھے۔ وہ موضوعاتِ نبیؐ کو بڑی سادگی اور خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ اُن کے اشعار میں محبتِ رسول کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا ہے۔ اُن کی نعت کا ہر شعر محبتِ احمد پر مبنی ہے۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ذریعے موضوعات حاشر کو عام انسانوں میں روشناس کروایا۔ اُن کا کلام سیرت کے تمام پہلوؤں پر مبنی ہے۔ جس میں سیرت و کمالات کا والہانہ اظہار ملتا ہے۔ وہ خود بھی زندہ دل تھے اور وہ اپنی نعتیہ شاعری سے دوسروں کے قلوب واذہان کو بھی گرماتے ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد احمد اُن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"صائم چشتی مرحوم کے علمی وفکری کمالات کا دائرہ بہت وسیع ہے یہ بیک وقت باکمال ادیب، بے مثال خطیب، محقق، مترجم تھے لیکن ان کو سب سے زیادہ شہرت ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے ملی۔"(۱۱)

صائم چشتی عقیدہ ختم نبوت کو اپنے کلام میں احسن انداز میں بیان کرتے ہیں اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ محبوبؐ سے محبت خدا کا قرب حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اس لیے اُن کی نعتیں محبت احمد کا مظہر ہیں۔

لالہ صحرائی کا کلام ایثار و محبت پر مبنی ہے۔ ان کے نزدیک مصطفیٰ کی حیات طیبہ عصر حاضر میں دکھی دلوں کا مداوا ہے۔ حیات مبارکہ کی یہی جھلک اُن کے کلام میں ہے۔ یہاں پر وہ سیرت کے موضوعات کو اپنے کلام میں جگہ دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی عقیدہ ختم نبوت سے انتہا کی وابستگی ہے۔

ان پر کہ جو ہیں ختم رسلؐ سرورِ آخر
ہے مصحفِ آخر مرے اللہ نے اُتارا(۱۲)

لمحے ذکر ختمِ رسلؐ کے
بن کے نور ہیں جاں پر چھائے(۱۳)

لالہ صحرائی ابتدا میں نعت نہیں لکھتے تھے بلکہ اُن کا قلم نثر میں رواں دواں نظر آتا ہے لیکن حرمین شریف کی زیارت کے بعد اُن کے قلم سے نعت کا چشمہ جاری ہوا۔ یہاں وہ اوصاف نبیؐ کو اپنی قلم کی زینت بناتے ہیں۔ وہاں پر عقیدہ ختم نبوت کو بھی کلام میں جابجا بیان کرتے ہیں۔ اور ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے عقیدہ ختم نبوت اُن کے کلام کا اہم خاصا ہے۔ عقیدت ختم نبوت کی ضیائیں اُن کے کلام سے پھوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ نعتیہ کلام کو شروع کرنے کے بعد اُن کا قلم اور اُن کے لب ہمیشہ خاتم الرسلؐ کی مدحت کے لیے بے قرار رہتے تھے جو کہ اُن کی زندگی کا یہ بیش قیمت خزانہ تھا۔ لالہ صحرائی کے کلام کو پڑھنے کے بعد سیرت مصطفیؐ کے نئے نئے زاویے قاری پر آشکارا ہوتے ہیں۔ کلام کو پڑھنے کے بعد لکھنے والے کے رجحانات احساسات کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ کلیاتِ لالہ صحرائی کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر عشقِ حامدؐ میں ڈوبے ہوتے ہیں۔

اعجاز رحمانی کا کلام فکر و فن کا حسین امتزاج ہے۔ وہ مدحت نبی کے لیے جس موضوع کا بھی انتخاب کرتے ہیں الفاظ اُن کے سامنے دست بستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کو خاتم الانبیاء سے دلی محبت ہے۔ یہی محبت اُن کو محبوب کی نغمہ سرائی کے لیے تحریک دیتی ہے۔

تمام نبیوں میں تم ہو افضل تمہیں ہو آخر تمہیں ہو اوّل
درود تم پر سلام تم پر حبیبِ پروردگار تم ہو(۱۴)

نبی جتنے بھی آئے سب کے سب محترم آئے
محمد مصطفیٰ بن کر شہنشاہ امم آئے(۱۵)

نعت لکھنے کے لیے محبتِ محمودؐ کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ محبتِ مجتبیٰؐ کے بغیر نعت نعت نہیں ہو گی وہ صرف اور صرف لفظیات ہوں گے۔ اعجاز رحمانی نے اپنی پوری زندگی کو مصطفیٰؐ کی مدحت خوانی کے لیے وقف کر دیا وہ آدابِ احمد کو عمیق نظری سے جانتے ہیں۔ اس لیے الفاظ کے استعمال میں وہ حد درجہ احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ عظمتِ خاتم الانبیاءؐ سے محبت اور کلام میں احتیاط کی وجہ سے اُن کا کلام بلندی کی حدوں کو چھوتا نظر آتا ہے یہاں وہ اوصاف نبیؐ کے بیان میں دیگر موضوعات کو بیان کرتے ہیں

وہاں پر عقیدہ ختم نبوت بھی اُن کے کلام میں جابجا ملتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہی ایمان کا حاصل ہے۔ اس لیے اعجاز رحمانی کا کلام اسی عقیدے کا طواف کرتا نظر آتا ہے۔ گوہر ملسیانی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اعجاز شاعرِ تحریکِ اسلامی ہیں۔ وہ نعت کے مضامین میں عمل کے پہلوؤں کو شامل کرتے ہیں۔ ان کی نعت کے اشعار میں اسلام کی آفاقی قدروں کا اظہار ملتا ہے وہ اس انقلاب کے متمنی ہیں جس میں اسلام کی سنہری صفات سامنے آئیں اس لیے وہ اطاعتِ رسولؐ چاہتے ہیں۔“(۱۶)

اعجاز رحمانی اپنے خیالات کو چھوٹی بحروں میں سادگی اور ندرت سے بیان کرتے ہیں۔ اس لیے اُن کا کلام دلوں کو متاثر کرتا ہے۔ اُن کا نعتیہ کلام سوز و گداز پر مبنی ہے۔ مدینے کی گلیوں میں سانس لینے کی خواہش اُن کے دل میں ہمیشہ رہتی۔ کلام میں ہادی برحق کو اعلیٰ وارفع پیش کرنا اُن کا خاصا ہے۔

عزیز احسن کے کلام میں عشق محبت کا اچھوتا رنگ ہے۔ اُن کے دل میں روضہ رسولؐ پر حاضری کی تڑپ ہر وقت بے چین کیے رکھتی ہے۔ وہ حیاتِ بے سکونی کا حل آپؐ کی سیرت سے چاہتے ہیں۔ عزتِ احمدؐ پر وہ اپنا تن من دھن سب کچھ نثار کر دینے کو تیار ہیں۔ محبتِ حامدؐ کے انہی اصولوں کی پاسداری اُن کے کلام میں ملتی ہے۔

اسوہ ختم الرسلؐ سامنے رکھیں اگر
کشمکشِ زیست میں ، مات کا امکاں نہیں(۱۷)

بھیجا ہے رب نے ختم نبوت کے واسطے
خیر البشر کی شکل میں شہکار مختلف (۱۸)

عزیز احسن کے کلام میں عشقِ مجتبیٰ کی کیفیات کا ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ وہ نعت کو صرف حصول ثواب کے لیے نہیں لکھتے بلکہ وہ عصری مسائل کا حل بھی آپؐ کی زندگی سے تلاش کرتے ہیں۔ اس طرح سے انھوں نے نعت احمدؐ کو عصری مسائل کے حل کے لیے ایک اہم ذریعہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اُن کی نعت میں تبلیغی عناصر کا بہت زیادہ دخل ہے۔ اس لیے وہ اپنے قارئین کی نگاہیں عمل کی طرف مبذول کرواتے ہیں۔ رسول اللہؐ جن کی خاطر کائنات کو تخلیق کیا گیا عزیز احمد اس کو قرآن سے اخذ کرتے ہیں اور اپنے قلم کا موضوع بناتے ہیں۔ دوسرے شعرا کی طرح عزیز احسن کے کلام میں بھی عقیدہ ختم نبوت نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ وہ حدود رب کو بھی جانتے ہیں اور منصبِ رسالت کو بھی اس لیے انھوں نے اپنے کلام میں کسی ایسی لفظیات کو نہیں پیش کیا جس سے شانِ خدا اور شانِ حامدؐ میں کوئی کمی ہو۔ چونکہ وہ عصر حاضر کے مسائل کا حل سیرتِ محمدؐ سے چاہتے ہیں اس لیے وہ بعض اوقات نعت کی اصل روح سے دور بھی ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر شہزاد احمد لکھتے ہیں:

''عزیز احسن کی نعتیہ شاعری میں زیادہ تر اشعار کسی واعظ کا بیان نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اُن کی نعتیہ شاعری میں بعض اشعار نعتیہ نہیں ہوتے۔ وہ ناصح بننے کی فکر میں نعت کی حقیقی روح سے دور ہو جاتے ہیں۔''(۱۹)

عزیز احسن کا دل ہر وقت عشق نبیؐ میں دھڑکتا ہے۔ اس لیے اُن کا کلام عشقِ احمدؐ کے ساتھ ساتھ اُمت محمدیہ کے بہت سارے مسائل کا حل بھی نظر آتا ہے۔

حافظ لدھیانوی کو لفظیات پر کمال کی دسترس ہے وہ مدحتِ مجتبیٰ کے لیے وہ الفاظ لاتے ہیں جو کہ آپؐ کی شایانِ شان ہوں اُن کی نعتوں میں سوز و گداز کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایک طرف وہ مدحتِ احمدؐ کے لیے الفاظ کا چناؤ کمال درجے سے کرتے ہیں تو دوسری طرف وہ تشبیہات و استعارات میں بھی کوئی گستاخی کا پہلو نہیں نکلنے دیتے۔ انھوں نے آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو کو موضوع بنایا۔ اسی میں ایک بڑا موضوع عقیدہ ختم نبوت ہے۔

وفا و شوق کا مظہر خلوص و مہر کا پیکر
زہے ختم رسلؐ محبوب داور ، شافعِ محشر(۲۰)

مجھ پر نگاہِ لطف و کرم اے سرورِ عالم شاہِ امم
اے باعثِ تخلیقِ آدم اے ختمِ رسلؐ اے شمعِ حرم(۲۱)

حافظ لدھیانوی مقامِ نبوت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ حضورؐ کی نعت کا بڑا ماخذ قرآن پاک ہے۔ حافظ لدھیانوی اوصافِ نبی کے بیان میں کتابِ ہدایت سے استفادہ کرتے ہیں۔ انھوں نے سیرتِ پاک کے جس موضوع کو بھی اپنے قلم کی زینت بنایا۔ اُس کو کمال درجے سے بیان کیا وہ اسوۂ حسنہ، رسالت، محبوبیت، نورانیت، عبدیت، ختم نبوت الغرض بشیرؐ کی حیاتِ مطہرہ کے حسن کو بھی موضوع کو بیان کرتے ہیں۔ اس میں تشنگی نہیں رہتی۔ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ اطاعت احمد کے بغیر زندگی ادھوری ہے اور یہ ایک حقیقت ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایمان کی اصل ہے۔ وہ آپؐ کی مدحت کے لیے الفاظ کا چناؤ بہت احسن طریقے سے کرتے ہیں اور اُن الفاظ کا وہ اپنے کلام میں جگہ نہیں دیتے جس میں گستاخی یا سوقیانہ پن کا عنصر نظر آتے۔ وہ ہر وقت عشقِ مصطفیؐ میں محو رہتے اور یہی عشق اُن کے کلام میں بھی نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں گوہر ملسیانی لکھتے ہیں:

"عشق سے ذوق وشوق کو جلا ملتی ہے اور سوز و گداز کی دولت بے بہا نصیب ہوتی ہے۔ محبوب کے عشق میں گھلتے رہتے اس کی یاد میں تڑپتے رہنا عشق کے والہانہ پن کی غماز ہے۔۔۔ حافظ کے ہاں عشق و محبت کا یہ سوز و گداز موجود ہے۔"(۲۲)

حافظ لدھیانوی زبان پر کمال درجہ مہارت رکھتے تھے اور وہ زندگی کے مسائل کا حل سیرتِ پاک سے چاہتے تھے۔ اُس لیے اُن کا کلام موضوعات اور لفظیات کا حسین امتزاج ہے۔ جو رہتی دنیا تک اپنی خوشبو بکھرتا رہے گا۔

ارشاد شاکر اعوان نے نعت دریچہ میں اپنی عقیدت کا اظہار نہایت دردمندی اور احسن انداز میں کیا ہے۔ وہ چھوٹی بحروں میں اپنے دل کی کیفیات کو بیان کرتے ہیں۔ مدحت مصطفی کے لیے اُن کا قلم ہمیشہ رواں دواں نظر آتا ہے۔ اُن کے نعت میں موضوعات

کی ندرت بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ وہ اپنی ساری زندگی کو مدحت حامدؐ کے لیے وقف کر چکے ہیں۔ شعور کی یہی روشنی اُن کے کلام میں نظر آتی ہے۔

رحمت اللعالمین! اِک طرف آپ ہیں
سب کے سب انبیائے کرام اک طرف[۲۳]

تمھیں ہو مقصدِ تخلیقِ آدم سیدِ عالم
تمھیں ہو فخر موجودات صدرِ انبیاء تم ہو[۲۴]

ایمانِ کامل کے لیے خاتم الانبیاءؐ سے والہانہ عشق ضروری ہے۔ عشق کا بنیادی فلسفہ بھی یہی ہے کہ جس سے عشق ہو اُس کی ہر بات اور ہر ادا کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے ارشاد شاکر اعوان کا کلام اِسی عشق کا حسین مظہر ہے۔آپ کا دل عشق حامدؐ میں ہر وقت دھڑکتا ہے۔ وہ مدحتِ مصطفیؐ میں الوہیت ورسالت کے فرق کو بخوبی جانتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ فرق ختم ہو جائے تو دنیا وآخرت میں یہ ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ ارشاد شاکر اعوان اس معیار کو نعت میں برقرار رکھتے ہیں۔ وہ احمدؐ کے ساتھ ساتھ باقی انبیاء کو بھی مانتے ہیں اور عقیدہ ختم نبوت کو احسن انداز میں بیان کرتے ہیں۔اُن کے کلام میں فکری اور فنی شعور واضح نظر آتا ہے۔ انھوں نے اپنے کلام کے ہر شعر کو عقیدت حامدؐ سے مزین کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کا کلام نورِ مصطفیٰ سے روشن ہے جو رہتی دنیا تک اپنی روشنی بکھرتا رہاگا۔

ریاض مجید کے کلام میں موتیوں کی لڑی کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جس میں فکر و فن کا مربوط رشتہ دکھائی دیتاہے۔ نعت اس وقت تک نقطہ عروج کو نہیں پہنچتی جب تک اس میں محبت و عقیدت نہ ہو۔ ریاض مجید کا کلام محبت و عقیدت پر مبنی ہے۔ وہ محبتِ احمدؐ کے ضمن میں جان سے بھی گزرنے کو تیار ہیں۔ ان کا کلام قلبی و باطنی سوز و گداز کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ہیں آپ شہہ رسل، شہہ کوثر آپ
ہر ایک جہاں کے ہیں پیغمبر آپ(۲۵)

نگاہ دارِ ہستی ہو تیری رحمت
پناہ اے ختم مرسلین تری ہو(۲۶)

ڈاکٹر ریاض مجید اُردو نعت کے اہم شاعر ہیں۔ اُن کے کلام کا اپنا خاص اسلوب ہے۔ وہ نعت میں قدیم اور دجدید آہنگ کے مالک ہیں۔ حضور اکرمؐ کی ہستی کی مثل نہ پہلے کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہو گا۔ ریاض مجید کا کلام اس احساس کو نمایاں طور پر پیش کرتا ہے۔ وہ موضوعات احمدؐ کو چھوٹی بحروں میں احسن انداز سے بیان کر جاتے ہیں۔ اُن کی

شاعری کا لفظ لفظ عقیدتِ مصطفیؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ جس سے اُن کا کلام دلکش اور خوبصورت بن جاتا ہے۔ محبوبؐ سے جتنی زیادہ محبت ہو گی کلام میں احساس کی شدت بھی اُتنی زیادہ ہو گی وہ نعتیہ کلام کو دل کی گہرائیوں سے پیش کرتے ہیں جس سے ان کا کلام خوبصورتی سے روشنی بکھیرتا نظر آتا ہے۔ اُن کا کلام فکر و فن کا احسن نمونہ ہے۔
اس ضمن میں پروفیسر محمد اکرم رضا لکھتے ہیں:

"ریاض مجید کے نعتیہ اشعار میں اسی پاکیزگی فکر شوکت ایمانی، روحانی تگ و تاز اور نظریاتی نزہت کا احساس ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی کوچۂ غزل سے گلستان نعت میں آئے مگر انھوں نے غزل سے پیمانے ضرور مستعار لیے مگر اُن میں نعت کی خوشبو کو سمو دیا۔"(۲۷)

ریاض مجید کا کلام صرف لفظیات پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس میں جذبات کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اُن کا کلام قاری کو متاثر کرتا ہے۔ وہ اوصافِ نبیؐ کے ہر موضوع کو بیان کرتے ہیں۔ جس سے سیرتِ پاک کے گوشے قاری کے سامنے آتے ہیں۔

محمد علی ظہوری کا کلام مدحت احمد کا حسین گلدستہ ہے۔ جس کی مہک ہر وقت دلوں کو جِلا بخشتی ہے۔ وہ اس بات کو احسن انداز سے جانتے ہیں کہ اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک محبتِ خاتم الرسلؐ کو اعلیٰ وارفع نہ مانا جائے۔ وہ ارفعیت احمد کو

دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔آپؐ نہ صرف انسانوں میں اعلیٰ وارفع ہیں بلکہ نبیوں میں بھی اعلیٰ وارفع ہیں۔اس بات کے اشارے آپ کے کلام میں واضح ملتے ہیں۔

نبی بن کر امام آئے تھے اپنی اپنی امت کے
مگر میرا نبی بن کر رسولوں کا امام آیا(۲۸)

زمین آسمان میں مکاں لامکاں میں کوئی آپ سا ہے نہیں ہے نہیں ہے
وہ سدرہ کا راہی حبیب الٰہی کوئی دوسرا ہے نہیں ہے نہیں ہے(۲۹)

محمد علی ظہوری کے کلام میں محبتِ احمدؐ کا شعر شعر میں عکس دکھائی دیتا ہے۔اُن کا کلام عام فہم لفظیات پر مشتمل ہے۔وہ کلام کو صادق جذبے سے پیش کرتے ہیں۔ہر مسلمان کو ابدی سکون دیارِ مصطفیٰ سے ملتا ہے۔محمد علی ظہوری اپنے جذبات کو نعت کی صورت میں پیش کر کے سکون کے متلاشی دکھائی دیتے ہیں۔انھوں نے اوصافِ محمودؐ کے جس بھی موضوع کو بیان کیا وہ محبت اور عقیدت سے بیان کیا۔عقیدہ ختم نبوت میں اُن کا قلم ہمیشہ رواں دواں نظر آتا ہے۔اس لیے اُن کے کلام میں عقیدہ ختم نبوت کے جابجا اشعار ملتے ہیں۔

بہزاد لکھنوی کا کلام قرآن و حدیث کا ترجمان ہے۔وہ موضوعاتِ مصطفیٰ کو قرآن و حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔عقیدہ ختم نبوت بھی وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔اُن کے کلام میں موضوعات کی رنگارنگی دیکھنے کو ملتی ہے جو کہ رہتی دنیا تک دلوں کو منور اور مہکاتی رہے گی۔

خاتمؐ و تاجدا رجملہ رسل
ختم پیغمبراں درود و سلام(۳۰)

جو ہیں نبیوں کی جان جو ہیں رسولوں کی آن
جو ہیں امام الامام ان پر درودو سلام(۳۱)

بہزاد لکھنوی کا کلام جذبات نگاری پر مبنی ہے۔ وہ کلام میں سادگی، ندرت اور شگفتگی کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ خدا کے قرب کو حاصل کرنے کے لیے محبتِ محمود کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو میرے محبوبؐ سے محبت کرو میں بھی تم سے محبت کروں گا۔ بہزاد لکھنوی کا کلام انہی جذبات کا ترجمان ہے۔ وہ کلام میں ثقیل اور دقیق الفاظ کا استعمال نہیں کرتے۔ مختصر بحور میں موضوعات مرتضیٰ کو بیان کرنا اُن کی شاعری کا خاصہ ہے۔ وہ عقیدہ ختم نبوت کو عام فہم لفظوں میں خوبصورتی سے بیان کررہے ہیں۔ عشقِ مجتبیٰ کے طفیل زندگی کی تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔اور زندگی خوبصورت اور دلکش بن جاتی ہے۔ بہزاد لکھنوی اسی عشق سے اپنے غموں کا مداوا چاہتے ہیں جس کے لیے وہ بار بار درِ نبیؐ سے رجوع کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت خود

بھی اپنے محبوبؐ پر درود بھیجتے ہیں۔اور فرشتوں کو بھی اس عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ دنیاوآخرت کی کامیابی کے لیے یہ دعوت مسلمانوں کے لیے بھی ہے کہ وہ بھی اُس کے پیغمبر پر درود پڑھیں۔اللہ رب العزت کسی بھی کام کو نہیں کرتے وہ کن کہتے ہیں پس وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اُس کے محبوبؐ کی باری آتی ہے تو وہ خود اپنے محبوبؐ کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ اُس کو اپنے محبوبؐ کی ارفعیت مقصود ہے۔اور خدا کو اگر راضی کرنا ہو تو اس سے اچھا عمل کوئی نہیں ہے۔اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ اس کے محبوبؐ کی کوئی برابری کرے اس لیے رب نے نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا۔ کفار اور شیاطین کی جماعتیں عقیدہ ختم نبوت پر اکثر وار کرتی نظر آتی ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر ایک پر لازم ہے۔ کیونکہ یہ ایمان کی اصل اور روح ہے۔ اس کی حفاظت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس پر اپنا تن من سب کچھ قربان کر دیں۔اس روایت کی یہاں دینی شخصیات نے پاسداری کی وہاں پر پاکستانی نعت گو شعرا نے بھی اپنے نعتیہ کلام میں جابجا عقیدہ ختم نبوت کو پیش کیا اور ختم الرسلؐ سے اپنی محبت کا ثبوت دیا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے باقی نبیوں کو نبوت کے یقین کے لیے اگر ایک معجزہ عطا کیا لیکن جب اپنے محبوبؐ کی بات آئی تو اسے سراپا معجزہ بنا کر سب نبیوں پر رفعت اور اوّلیت دے دی۔ پاکستانی نعت گو شعرا نے محبوبؐ کے اصاف کے ہر عکس کو اپنے کلام میں جگہ دی۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے چند پاکستانی نعت گو شعرا کے کلام کو دیکھا گیا ہے جن کا کلام رہتی دنیا تک ضوفشانی کرتا رہے گا۔ عقیدہ ختم نبوت عصر حاضر کا اہم مسئلہ ہے۔ یہاں پر نعت گو شعرا اس عقیدے کو کلام میں بیان کرتے ہیں وہاں پر ہر مسلمان محبتِ رسولؐ میں جان دینے کے لیے بھی تیار ہے۔ مختصر یہ کہ پاکستانی نعت گو شعرا کے ہاں عقیدہ ختم نبوت قیامت تک کے لیے ضوفشانی کرتا رہے گا۔

حوالہ جات

۱۔ المائدہ،آیت:۳

۲۔ الاحزاب،آیت:۴۰

۳۔ شہباز حسین چشتی، معارفِ ختم نبوت وناموس رسالت، برق کمیونی کیشن،لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۱۰۱

۴۔ مسلم بن حجاج،امام، صحیح مسلم، ص۲۷۸

۵۔ ماجد علی خاں، ڈاکٹر، سیرت خاتم النبین، پروگریسو بکس، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۴۷۹

۶۔ محمد اعظم چشتی، کلیاتِ اعظم، خزینہ علم و ادب، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص۶۴۵

۷۔ایضاً، ص۶۶۳

۸۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، اُردو نعت پاکستان میں، حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص۱۹۲

۹۔ صائم چشتی، علامہ، کلیاتِ صائم چشتی، چشتی کتب خانہ، فیصل آباد، ۲۰۱۲ء، ص۱۴۷

۱۰۔ ایضاً، ص۱۵۲

۱۱۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعرا، رنگِ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص۱۵۷

۱۲۔ لالہ صحرائی، کلیاتِ لالہ صحرائی، زرناب کمپوزنگ سنٹر، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص۸۳۶

۱۳۔ ایضاً، ص۸۳۷

۱۴۔ اعجاز رحمانی، کلیاتِ نعت، سردار سنز، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص۲۲۷

۱۵۔ ایضاً، ص۲۳۹

۱۶۔ گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، کتاب سرائے، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۳۲

۱۷۔ عزیزا حسن، کلیاتِ عزیز احسن، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص ۴۵

۱۸۔ ص ۶۸۷

۱۹۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، اردو نعت پاکستان میں، حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۲۴۰

۲۰۔ حافظ لدھیانوی، ثنائے خواجہ، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۲۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۴۲

۲۲۔ گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، کتاب سرائے، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۱۷۶

۲۳۔ ارشاد شاکر اعوان، نعت دریچہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۳۵

۲۴۔ ایضاً، ص ۳۹

۲۵۔ ریاض مجید، ڈاکٹر، اللھم صلی علیٰ محمد، نعت اکادمی، فیصل آباد، ۱۹۹۴ء، ص ۵۵

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۲۷۔ محمد اکرم رضا، پروفیسر، نعت رنگ، شمارہ نمبر ۲۲، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص ۳۸۰

۲۸۔ محمد علی ظہوری، کلیاتِ ظہوری، خزینہ علم وادب، لاہور، س ن، ص ۱۹

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۱

۳۰۔ بہزاد لکھنوی، نغمہ روح، پاکستان کوآپریٹو بک سوسائٹی، کراچی، ص ۳۰

۳۱۔ ایضاً، ص ۵۵